

(۲۳۱)

خداوند عالم کے ارشاد کے متعلق کہ: ”اللہ تمہیں عدل و احسان کا حکم دیتا ہے“ فرمایا:

”عدل“ انصاف ہے اور ”احسان“ لطف و کرم۔

(۲۳۲)

جو عاجز و قاصر ہاتھ سے دیتا ہے اسے با اقتدار ہاتھ سے ملتا ہے۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے جو کچھ خیر و نیکی کی راہ میں خرچ کرتا ہے اگرچہ وہ کم ہو، مگر خداوند عالم اس کا اجر بہت زیادہ قرار دیتا ہے۔ اور اس مقام پر دو ہاتھوں سے مراد دو نعمتیں ہیں۔ اور امیر المؤمنین علیؑ نے بندہ کی نعمت اور پروردگار کی نعمت میں فرق بتایا ہے کہ: وہ تو عجز و قصور کی حامل ہے اور وہ با اقتدار ہے، کیونکہ اللہ کی عطا کردہ نعمتیں مخلوق کی دی ہوئی نعمتوں سے ہمیشہ بدرجہا بڑھی چوھی ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اللہ ہی کی نعمتیں تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہیں۔ لہذا ہر نعمت انہی نعمتوں کی طرف پلٹتی ہے اور انہی سے وجود پاتی ہے۔

(۲۳۳)

اپنے فرزند امام حسن علیؑ سے فرمایا:

کسی کو مقابلہ کیلئے خود نہ لکارو۔ ہاں اگر دوسرا لکارے تو فوراً جواب دو۔ اس لئے کہ جنگ کی خود سے دعوت دینے والا زیادتی کرنے والا ہے اور زیادتی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔

(۲۳۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾:

الْعَدْلُ الْإِنصَافُ، وَالْإِحْسَانُ التَّفَضُّلُ.

(۲۳۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ يُعْطِ بِالْيَدِ الْقَصِيْرَةِ يُعْطِ بِالْيَدِ الطَّوِيْلَةِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ مَعْنَى ذَلِكَ: أَرَبَ مَا يُنْفِقُهُ الْمَرْءُ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ وَإِنْ كَانَ يَسِيْرًا، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَجْعَلُ الْجَزَاءَ عَلَيْهِ عَظِيْمًا كَثِيْرًا، وَ الْيَدَانِ لَهُمَا عِبَارَتَانِ عَنْ التَّعْمَتَيْنِ، فَفَرَّقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ نِعْمَةِ الْعَبْدِ وَ نِعْمَةِ الرَّبِّ، فَجَعَلَ تِلْكَ قَصِيْرَةً وَ هَذِهِ طَوِيْلَةً، لِأَنَّ نِعْمَ اللَّهِ أَبَدًا تَضَعُ عَلَى نِعْمَ الْمَخْلُوقِ أَصْعَاقًا كَثِيْرَةً، إِذْ كَانَتْ نِعْمَ اللَّهِ أَصْلَ النِّعْمِ كُلِّهَا، فَكُلُّ نِعْمَةٍ إِلَيْهَا تَرْجِعُ، وَ مِنْهَا تُنْزَعُ.

(۲۳۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَنْبِئُ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَدْعُوْنَ إِلَى مُبَارَزَةٍ، وَ إِنْ دُعِيْتِ إِلَيْهَا فَاجِبٌ، فَإِنَّ الدَّاعِيَ بَاطِلٌ، وَ الْبَاطِلُ مَصْرُوعٌ.

مقصود یہ ہے کہ اگر دشمن آمادہٴ بیکار ہو اور جنگ میں پہل کرے تو اس موقع پر اس کی روک تھام کیلئے قدم اٹھانا چاہیے اور از خود حملہ نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ سراسر ظلم و تعدی ہے اور جو ظلم و تعدی کا مرتکب ہوگا، وہ اس کی پاداش میں ناک مذلت پر چبھنا ڈرایا جائے گا۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیؑ ہمیشہ

دشمن کے لکارنے پر میدان میں آتے اور خود سے دعوت مقابلہ نہ دیتے تھے۔ چنانچہ ابن ابی الحدید تحریر کرتے ہیں کہ:

مَا سَمِعْنَا أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا إِلَى مُبَارَاةٍ قَطُّ، وَإِنَّمَا كَانَ يَدْعِي هُوَ بِعَيْنِهِ، أَوْ يَدْعُو مَنْ يُبَارِئُ  
فَيَحْرُجُ إِلَيْهِ، فَيَقْتُلُهُ.

ہمارے سننے میں نہیں آیا کہ حضرتؐ نے کبھی کسی کو مقابلہ کیلئے لکارا ہو بلکہ جب مخصوص طور پر آپؐ کو دعوت مقابلہ دی جاتی تھی یا عمومی طور پر دشمن لکارتا تھا، تو اس کے مقابلہ میں نکلتے تھے اور اسے قتل کر دیتے تھے۔

(شرح ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۳۴۳)

☆☆☆☆☆

(۲۳۴)

عورتوں کی بہترین خصالتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں:  
غرور، بزدلی اور کنجوسی:

اس لئے کہ عورت جب مغرور ہوگی تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی، اور کنجوس ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی، اور بزدل ہوگی تو وہ ہر اس چیز سے ڈرے گی جو پیش آئے گی۔

(۲۳۵)

آپؐ سے عرض کیا گیا کہ عقلمند کے اوصاف بیان کیجئے! فرمایا:  
عقلمند وہ ہے جو ہر چیز کو اس کے موقع و محل پر رکھے۔  
پھر آپؐ سے کہا گیا کہ جاہل کا وصف بتائیے تو فرمایا کہ:  
میں بیان کر چکا۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: مقصد یہ ہے کہ جاہل وہ ہے جو کسی چیز کو اس کے موقع و محل پر نہ رکھے۔ گویا حضرتؐ کا اسے نہ بیان کرنا ہی بیان کرنا ہے، کیونکہ اس کے اوصاف عقلمند کے اوصاف کے برعکس ہیں۔

(۲۳۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خِيَارُ خِصَالِ النِّسَاءِ شَرَارُ خِصَالِ  
الرِّجَالِ: الرَّهْوُ وَالْجُبْنُ وَالْبُخْلُ.  
فَإِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ مَرْهُوَّةً لَمْ تُسْكِنَنَّ مِنْ  
نَفْسِهَا، وَإِذَا كَانَتْ بِخَيْلَةٍ حَفِظَتْ مَالَهَا وَ  
مَالَ بَعْلِهَا، وَإِذَا كَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ  
كُلِّ شَيْءٍ يَعْرِضُ لَهَا.

(۲۳۵) وَقِيلَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

صَفِّ لَنَا الْعَاقِلَ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:  
هُوَ الَّذِي يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهُ.  
فَقِيلَ: فَصِفْ لَنَا الْجَاهِلَ. فَقَالَ:  
قَدْ فَعَلْتُ.

قَالَ الرَّضِيُّ: يَعْنِي: أَنَّ الْجَاهِلَ هُوَ الَّذِي  
لَا يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهُ، فَكَانَ تَرَكَ صِفَتِهِ  
صِفَةً لَهُ، إِذْ كَانَ يَخْلَافُ وَصِفَ الْعَاقِلِ.

(۲۳۶)

خدا کی قسم! تمہاری یہ دنیا میرے نزدیک سوڑی ان انتزیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔

(۲۳۷)

ایک جماعت نے اللہ کی عبادت ثواب کی رغبت و خواہش کے پیش نظر کی، یہ سودا کرنے والوں کی عبادت ہے، اور ایک جماعت نے خوف کی وجہ سے اس کی عبادت کی، یہ غلاموں کی عبادت ہے، اور ایک جماعت نے از روئے شکر و سپاس گزاری اس کی عبادت کی، یہ آزادوں کی عبادت ہے۔

(۲۳۸)

عورت سراپا برائی ہے اور سب سے بڑی برائی اس میں یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

(۲۳۹)

جو شخص سستی و کاہلی کرتا ہے وہ اپنے حقوق کو ضائع و برباد کر دیتا ہے، اور جو پھل خور کی بات پر اعتماد کرتا ہے وہ دوست کو اپنے ہاتھ سے کھو دیتا ہے۔

(۲۴۰)

گھر میں ایک عصبی پتھر کا لگانا اس کی ضمانت ہے کہ وہ تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: ایک روایت میں یہ کلام رسالت مآب ﷺ سے منقول ہوا ہے اور اس میں تعجب ہی کیا کہ دونوں کے کلام ایک دوسرے کے مثل ہوں، کیونکہ دونوں کا سرچشمہ تو ایک ہی ہے۔

(۲۳۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَاللَّهِ لَدُنْيَاكُمْ هَذِهِ أَهْوَنُ فِي عَيْنِي مِنْ عِرَاقٍ خِنْزِيرٍ فِي يَدٍ مَجْدُومٍ.

(۲۳۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَغْبَةً فَتَنَّاكَ عِبَادَةَ التُّجَّارِ، وَ إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ رَهْبَةً فَتَنَّاكَ عِبَادَةَ الْعَبِيدِ، وَ إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللَّهَ شُكْرًا فَتَنَّاكَ عِبَادَةَ الْأَحْوَارِ.

(۲۳۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْمَرْأَةُ شَرُّ كُلِّهَا، وَ شَرُّ مَا فِيهَا أَنَّهُ لَا بَدَّ مِنْهَا.

(۲۳۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ أَطَاعَ التَّوَانِي ضَيَّعَ الْحُقُوقَ، وَ مَنْ أَطَاعَ الْوَأَشِي ضَيَّعَ الصَّدِيقَ.

(۲۴۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْحَجَرُ الْغَصِيبُ فِي الدَّارِ رَهْنٌ عَلَى حَرَابِهَا.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ يُرْوَى هَذَا الْكَلَامُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَ لَا عَجَبَ أَنْ يُسْتَبِيحَ الْكَلَامَانِ، لِأَنَّ مُسْتَقَامَهُمَا مِنْ قَلْبٍ، وَ مَفْرَعُهُمَا مِنْ دُنُوبٍ.